اور کالیاں دینی شروع کیں چنانچہ یہی لوگ یہودیوں سے سبق سیکھ گئے ہیں۔ اس لئے میں نے ایک یہودی دوست کو پروٹسٹنٹ مسیح کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ اور یہودیوں کے اعتراضات سے مسیحی لوگ اس قدر گھبراتے ہیں کہ ان کو جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے۔

غرض اس طرح آئے دن کفر سے مقابلہ اور باطل سے پیکار رہتی ہے ۔

مدعی مسیحیت بہار گہ بالا ایک عورت کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔ اور کہتی ہے۔ مسیح پہلے مرتبہ مرد ہو کر آئے تھے۔ مگر اب مرد وحشی ہو گئے ہیں۔ اس لئے عورت ہو کر آیا ہے۔ اور میرے وجود میں ظاہر ہوا ہے۔ اس مدعیہ کو تبلیغ کی گئی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ غریب کے دماغ میں خلل ہے ۔

تبلیغ کے دوسرے ذرائع ہفتہ زیر رپورٹ میں ۹۵ خطوط لکھے گئے۔ اور جو لٹریچر میسر آسکا۔ متلاشیان حق کو بھیجا گیا۔ ہفتہ وار اجلاس برابر ہوتے رہے۔ گذشتہ ہفتہ عاجز نے پیغمبر اسلام پر تقریر کی۔ الحمد للہ کہ مجمع نے نو دوستوں کی ایک تعداد موجود تھی۔ جس نے اس تقریر کو موثر سمجھا۔ ایک ماہوار ٹریکٹ انشاء اللہ نومبر سے شایع کرنا شروع کر دیا جائے گا۔ کیونکہ لٹریچر کے بغیر سپاہی بے ہتھیار اور رائفل بلا بارود ہے۔ ایک سہ ماہی رسالہ شایع کرنے کی تجویز بھی زیر غور ہے ۔

اسپین کے تبلیغی مشن کی ضرورت مفتی صاحب مکرم پیرس کو تبلیغ کا اہم مرکز سمجھ کر وہاں مشن قائم کرنے کی ضرورت [illegible] کے بعد عاجز کو دیکھ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب کہ آپ وہاں تشریف لائے تھے۔ تو آپ نے ظاہر فرمایا تھا۔ کہ آپ کو اپنی بعض رویا اور مبشرات کی بنا پر اسپین کو تبلیغ کرنے کی طرف خاص توجہ اور دلچسپی ہے اس کے بعد آپ نے افریقہ سے لکھا تھا۔ کہ میں اسپین کو تبلیغ کروں گا۔ قادیان پر اس کا بار نہ ہوگا۔ چونکہ فرانس اسپین سے ملحق ہے۔ اور یہاں کثرت سے اسپین کے لوگ یا سفر کرنے والے ملتے ہیں۔ اس واسطے آپ کے اُس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ میں نے اسپین میں تبلیغی امکانات کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ تو مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اسپین میں صدہا نہیں۔ بلکہ ہزارہا ایسے خاندان ہیں۔ جو در اصل مسلمان تھے۔ اور ارادہ کے ساتھ عیسائی نہیں ہوئے۔ بلکہ عیسائی حکومتوں کی صدیوں کے مظالم اور اسلام کے خلاف بے انتہا تعصب کے ماتحت اپنی خصوصیات اسلامی کو قایم نہ رکھ سکنے کے سبب رفتہ رفتہ عیسائیوں کے ساتھ مخلوط ہو گئے ہیں۔ لیکن ان میں قومی تاریخی روایات موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کو اُبھارنے والا ہو۔ تو لاکھوں شخص مسلمان ہونے کو طیار ہیں ۔

پس اگر وہ خیال اب تک آپ کے دل میں قایم ہو۔ اور اس کے واسطے اب تک آپ کو انشراح ہے۔ تو یہ ایک بڑے عظیم الشان ثواب کا کام ہے گویا ایک مردہ ملک اور قوم کو زندہ کر دینا ہے۔ اور یہ انبیاء کا ورثہ ہے ۔

جماعت نائیجیریا کا کام امام قاسم آرا جو سے مبلغ انچارج لیگوس سے لکھتے ہیں۔ "ہم کو گورنمنٹ کی طرف سے اگلیانا کی زمین ۹۹ سال کے ٹھیکہ پر مل گئی ہے اور چیف امام و خاکسار ریذیڈنٹ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے گئے تھے۔ آپ کا خط جس میں صاحب موصوف کی عنایت کا شکریہ تھا۔ ان کو دکھایا گیا۔ جسے پڑھ کر وہ بہت خوش ہوئے ۔

گولڈ کوسٹ میں کام مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۱۸ اکتوبر کو جمعہ اکرام میں جس جگہ پر مرکز تبدیل کرنے کے لئے درخواست کی گئی ہے مکان اور سکول کے لئے زمین خرید کر لی گئی ہے یہ زمین سلسلہ کے نام پر میری معرفت خرید کی گئی ہے۔

موٹر لاری کے متعلق ۱۴۴ پونڈ چندہ جمع ہو چکا ہے۔ ۳۲۵ پونڈ کی کل مطلوبہ رقم ۱۴ اکتوبر تک جمع کرنے کا فیصلہ ہے ۔

ایک غیر احمدی ملانے جماعتوں کے نام گمراہ کن خطوط بھیجے تھے۔ ان مخلصین نے اس کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ سابقہ ۱۴۴ شلنگ چندہ برلن مسجد کے علاوہ اس مد میں ۵ شلنگ اور بعض خواتین فاطمین کی طرف سے اور سال ہیں ۔

جلسہ کے متعلق ضروری اعلان

میں تمام انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر تمام ان دوستوں کی حتی الوسع صحیح تعداد سے مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔ جو جلسہ کے موقعہ پر قادیان آنیوالے ہیں۔ اس اطلاع میں یہ امر خاص طور پر مدنظر رہے کہ مستورات کی تعداد علیحدہ مذکور ہو۔ تاکہ ان کی رہایش کے لئے خاطر خواہ انتظام کرنے کی کوشش کی جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ والسلام

(خاکسار عبد الرحمٰن مصری۔ خادم جلسہ سالانہ)

اراضیات ریاست کاشی پور

معلوم ہوا ہے۔ کہ زمین قریباً ختم ہو چکی ہے۔ یا قریب الاختتام ہے۔ اس لئے احباب کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آیندہ جب تک کہ میں دوبارہ اعلان نہ کر دوں براہ راست درخواستیں یا روپیہ زمین کے لئے مختار ان اراضیات ریاست کاشی پور کے نام نہ بھیجیں۔ بلکہ دفتر ہذا میں بھیجیں۔ دفتر ہذا سے زمین کے متعلق پوری آگاہی ہونے پر کہ کس قدر زمین باقی رہ گئی ہے۔ اور کس قسم کی ہے۔ درخواستیں مختار اراضیات کی خدمت میں بھیج دیجا دیں گی والسلام ۔

(ذوالفقار علی خان۔ ناظر امور عامہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء

امام جماعت احمدیہ کا پیغام صلح

اور

آریہ اخبار "پرتاپ"

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۱۴ر نومبر کو لاہور میں ہندو مسلم تعلقات کی اصلاح اور اتحاد کے لئے جو لیکچر دیا۔ وہ صفائی بیان اور حق گوئی کی وجہ سے ضرور ایسا تھا۔ کہ ہندو اخبارات اس سے ناراض ہوتے۔ اور نعل در آتش ہو جاتے۔ اس لئے ہم انہیں معذور خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اس تقریر سے ناراض ہونا بتقاضائے طبعی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو۔ کہ وہ اپنے فتنہ انگیز منصوبوں کو خاک میں ملتا دیکھیں۔ اور خاموش رہیں۔ وہ مقہور و مجبور مسلمان غلاموں کی چارہ سازی ہوتی دیکھیں اور صبر سے بیٹھے رہیں۔ اس لئے جو کچھ انہوں نے اس تقریر کے متعلق لکھا اس کے علاوہ ان سے توقع بھی کیا ہو سکتی تھی۔ لیکن آریہ اخبار "پرتاپ" نے اس لیکچر کے متعلق خاص دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ پہلے اس کی رپورٹ شائع کی۔ پھر اس پر ایک نوٹ لکھا۔ اور پھر ۱۹ر نومبر کے پرتاپ میں مفصل مضمون شائع کیا ہے۔ اس وقت یہی مضمون ہمارے پیش نظر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ بے خبر لوگ جماعت احمدیہ کو مفسد کہتے ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ سخت ناانصافی ہے۔ ہم اپنے ملک کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ جو مفید اور فائدہ بخش ہو اور دل سے امن و امان چاہتے اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اس کے متعلق "پرتاپ" کی یہ رائے ہے۔ کہ "اس الزام" میں بہت کچھ صداقت ہے۔ اور اس کا ثبوت وہ یہ پیش کرتا ہے۔ کہ

"بیرونجات میں مرزائی مبلغین کی اشتعال انگیزی اور فسادی حرکات اور تقاریر کے متعلق تو ہمارا علم محض شنید پر مبنی ہے۔ لیکن لاہور میں سید قاسم علی اور دیگر احمدی واعظوں و لیکچراروں کی تقریروں کو ہم نے اپنے کانوں سنا ہے۔ اور ہم نہایت سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تقاریر ایسی دل آزار تھیں۔ کہ صرف ہندو ہی انہیں سن کر برداشت کر سکتے ہیں"

قطع نظر اس افترا پردازی کے جو احمدی مبلغین کے متعلق پرتاپ نے کی ہے ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ لیکچروں میں درشت کلامی اور سخت گوئی کی ابتدا کس نے کی۔ احمدیوں نے یا آریوں نے۔ آریہ گالیوں کے میدان میں پہلے کودے۔ اور محض مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے دھرم بھکشو جیسے لیکچراروں نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے ہودہ سرائی شروع کی۔ تو احمدی لیکچراروں کے لئے ضروری تھا۔ کہ آریوں کو ان کے گھر کی حالت بتاتے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے دکھے ہوئے دلوں پر مرہم رکھتے۔ ایسی صورت میں پرتاپ کی شکایت بالکل بے جا اور لغو ہے۔ پرتاپ کو جناب میر قاسم علی صاحب کے وہ لیکچر تو یاد ہیں۔ جو "انیسویں صدی کا مہارشی" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ اور جن کو ہر شخص پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ان میں کتنی دل آزاری ہے یا ناقابل تردید اور سچے واقعات۔ مگر پرتاپ کو آریہ لیکچراروں کے لیکچر اور تحریریں بالکل فراموش ہو چکی ہیں۔ جو احمدی لیکچراروں کی لب کشائی کا موجب ہیں۔ لیکن اگر درشت کلامی اور دل آزاری کر کے ملک میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کا الزام کسی پر آ سکتا ہے۔ تو وہ آریہ ہیں۔ نہ کہ احمدی مبلغ۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ اگر آریوں کی نیت صاف ہے۔ اگر وہ ملک میں امن و اتحاد پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اور اگر ان پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ درشت کلامی اور بدزبانی بدامنی اور فساد کا موجب ہوتی ہے۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ احمدی مبلغ اس بارے میں ان کو اینٹ کا جواب پتھر دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ تو وہ اس روش کو چھوڑ دیں۔ ہم ان سے اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر وہ اس کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمیں جوابی طور پر بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیا آریہ ہم سے ایسا سمجھوتہ یا اقرار کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کس قدر امن کے خواہاں ہیں۔

پرتاپ نے خاص احمدیوں کا ذکر کرنے کے بعد تمام مسلمانوں پر بھی نظر عنایت کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق۔ کہ اسلام تو مشرک ماں باپ کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے اسلام دیگر مذاہب کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد میں روک نہیں ہو سکتا۔ لکھا ہے۔

"یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان سوائے چند ہزار افراد کو چھوڑ کر باقی تمام ہندوؤں میں سے مسلمان بنے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ ہندو نسل سے ہیں۔ لیکن ان کا اپنے آبائی خون کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ اس کی ملتان۔ ملابار۔ امرتسر۔ سہارنپور۔ شاہجہان پور۔ اور ایسے ہی کئی دیگر مقامات پر درخشاں مثالیں پیش کر رہے ہیں"

ہم اس الزام کو عناد پر محمول کریں یا بیخبری پر۔ پرتاپ کو شکوہ ہے۔ کہ وہ کروڑوں مسلمان جن کے آباء ہندو تھے۔ انہوں نے اپنے ہندو خون کی سہارنپور۔ مالابار اور ملتان میں بھی رعایت نہ کی۔ اور اپنے بھائیوں کو ہدف ہلاکت بنایا۔ مگر رونا تو یہی ہے۔ کہ سہارنپور اور مالابار کا حوالہ تو آریہ اخبارات کو نوک زبان ہے۔ جیسا کہ ان سطور سے بھی ظاہر ہے۔ لیکن مسلمانوں پر ہندوؤں کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء

امام جماعت احمدیہ کا پیغام صلح

اور

آریہ اخبار "پرتاپ"

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۱۸ نومبر کو لاہور میں ہندو مسلم تعلقات کی اصلاح اور اتحاد کے لئے جو لیکچر دیا۔ وہ صفائی بیان اور حق گوئی کی وجہ سے ضرور ایسا تھا۔ کہ ہندو اخبارات اس سے ناراض ہو کر نعل در آتش ہو جاتے۔ اس لئے ہم انہیں معذور خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اس تقریر سے ناراض ہونا تقاضائے طبعی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو۔ کہ وہ اپنے فتنہ انگیز منصوبوں کو خاک میں ملتا دیکھیں۔ اور خاموش رہیں۔ وہ متعصب ہندو مجبور مسلمان غلاموں کی چارہ سازی ہوتی دیکھیں اور صبر سے بیٹھے رہیں اس لئے جو کچھ انہوں نے اس تقریر کے متعلق لکھا اس کے علاوہ ان سے توقع بھی کیا ہو سکتی تھی۔ لیکن اخبار "پرتاپ" نے اس لیکچر کے متعلق خاص دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ پہلے اس کی رپورٹ شائع کی۔ پھر اس پر ایک نوٹ لکھا۔ اور پھر ۲۷ نومبر کے پرتاپ میں مفصل مضمون شائع کیا ہے۔ اس وقت یہی مضمون ہمارے پیش نظر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ بے خبر لوگ جماعت احمدیہ کو مفسد کہتے ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ سخت ناانصافی ہے۔ ہم اپنے ملک کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ جو مفید اور فائدہ بخش ہو اور دل سے امن و امان چاہتے اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اس کے متعلق "پرتاپ" کی یہ رائے ہے۔ کہ "اس الزام" میں بہت کچھ صداقت ہے۔ اور اس کا ثبوت وہ یہ پیش کرتا ہے۔ کہ

"بیرونجات میں مرزائی مبلغین کی اشتعال انگیزی اور فسادی حرکات اور تقاریر کے متعلق تو ہمارا علم محض تنقید پر مبنی ہے۔ لیکن لاہور میں میر قاسم علی اور دیگر احمدی واعظوں و لیکچراروں کی تقریروں کو ہم نے اپنے کانوں سنا ہے۔ اور ہم نہایت سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تقاریر ایسی دل آزار تھیں۔ کہ صرف ہندو ہی انہیں سن کر برداشت کر سکتے ہیں"

قطع نظر اس افتراپردازی کے جو احمدی مبلغین کے متعلق پرتاپ نے کی ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ لیکچروں میں درشت کلامی اور سخت گوئی کی ابتدا کس نے کی۔ احمدیوں نے یا آریوں نے۔ آریہ گالیوں کے میدان میں پہلے کودے۔ اور محض مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے دھرم بھکشو جیسے لیکچراروں نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے ہودہ سرائی شروع کی۔ تو احمدی لیکچراروں کے لئے ضروری تھا۔ کہ آریوں کو ان کے گھر کی حالت بتاتے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے دکھے ہوئے دلوں پر مرہم رکھتے۔ ایسی صورت میں پرتاپ کی شکایت بالکل بے جا اور لغو ہے۔ پرتاپ کو جناب میر قاسم علی صاحب کے وہ لیکچر تو یاد ہیں جو "انیسویں صدی کا مہارشی" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ اور جن کو ہر شخص پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ان میں "گالیاں" ہیں یا ناقابل تردید اور سچے واقعات۔ مگر پرتاپ کو آریہ لیکچراروں کے لیکچر اور تحریریں بالکل فراموش ہو چکی ہیں۔ جو احمدی لیکچراروں کی لب کشائی کا موجب ہیں۔ پس اگر درشت کلامی اور دل آزاری کر کے ملک میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کا الزام کسی پر آ سکتا ہے۔ تو وہ آریہ ہیں۔ نہ کہ احمدی مبلغ۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ اگر آریوں کی نیت صاف ہے۔ اگر وہ ملک میں امن و اتحاد پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اور اگر ان پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ درشت کلامی اور بدزبانی بدامنی اور فساد کا موجب ہوتی ہے۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ احمدی مبلغ اس بارے میں ان کو اینٹ کا جواب پتھر دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ تو وہ اس روش کو چھوڑ دیں۔ ہم ان سے اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر وہ اس کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمیں جوابی طور پر بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیا آریہ ہم سے ایسا سمجھوتہ یا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کس قدر امن کے خواہاں ہیں۔

پرتاپ نے خاص احمدیوں کا ذکر کرنے کے بعد تمام مسلمانوں پر بھی نظر عنایت کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے متعلق۔ کہ اسلام تو مشرک ماں باپ کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے اسلام دیگر مذاہب کے ساتھ دینوی اتحاد میں روک کاوٹ نہیں ہو سکتا۔ لکھا ہے۔

"یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان سوائے چند ہزار افراد کو چھوڑ کر باقی تمام ہندوؤں میں سے مسلمان بنے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ ہندو نسل سے ہیں۔ لیکن ان کا اپنے آبائی خون کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ اس کی ملتان مالابار۔ امرتسر سہارن پور۔ شاہجہان پور۔ اور ایسے ہی کئی دیگر مقامات پر درخشاں مثالیں پیش کرتے ہیں"

ہم اس الزام کو عناد پر محمول کریں یا بے خبری پر۔ پرتاپ کو شکوہ ہے۔ کہ وہ کروڑوں مسلمان جنکے آباء ہندو تھے۔ انہوں نے اپنے ہندو خون کی سہارنپور۔ مالابار اور ملتان میں بھی رعایت نہ کی۔ اور اپنے بھائیوں کو ہدف ہلاکت بنایا۔ مگر رونا تو یہی ہے۔ کہ سہارنپور اور مالابار کا حوالہ تو آریہ اخبارات کو نوک زبان ہے۔ جیسا کہ ان سطور سے بھی ظاہر ہے۔ [illegible] ن پر ہندوؤں کی

طرف سے جو جو عنایات ہوتی رہی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ وہ ان کی یاد سے کیوں اتر گئی ہیں۔ کیا ہم انصاف کے نام پر یا اسی خون کے نام پر جس کا پرتاپ نے حوالہ دیا ہے۔ آریہ اخبارات سے یہ دریافت کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ کہ ہندو جن مسلمانوں کو اپنا ہی خون اور اپنی ہی برادری یقین کرتے ہیں ان کے ساتھ شاہ آباد میں کیا کچھ کیا۔ اور آرا میں کیا کچھ۔ پھر انہی مسلمانوں کے ساتھ کٹارپور میں کیا کیا تھا۔ کس طرح ان کو آگ کے بلند شعلوں میں بجبر جھونکا تھا۔ کس طرح معصوم بلکتے ہوئے بچوں کو بھڑکتی ہوئی بھٹیوں میں ڈالا اور جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔ لیکن اس موقع پر ہندوؤں کو ان واقعات کو نہیں بھول جانا چاہیئے۔ اور اپنے خون کے شریک مسلمانوں پر جو جو مہربانیاں وہ کرتے رہے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے وہ مقامات جن کی طرف پرتاپ نے اشارہ کیا ہے۔ ان میں تو ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہ تعداد کثیر تھے اور زیادہ تر نقصان بھی مسلمانوں کا ہی ہوا۔ مگر جن واقعات کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ ان میں مسلمانوں کی کچھ نسبت ہی نہ تھی۔ اور ان میں ہندوؤں کی زیادتی میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں۔

ہمارے نزدیک ایسے واقعات کو دوہرانے کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ اختلاف کی خلیج کو اور وسیع کیا جائے۔ اور اتحاد کے رشتہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ لیکن افسوس کہ ہندو اخبارات اس کو اپنا دلچسپ مشغلہ سمجھتے اور صلح و اتحاد کے ہر موقع پر ان کا ذکر کر کے سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ واقعات اور حالات کے رو سے ہندو ان میں کم حصہ دار نہیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے بعض افراد کے متعلق فرمایا تھا کہ ان اتحاد کرنے والوں کی چونکہ نیتیں صاف نہ تھیں۔ ہندو کہتے تھے۔ سوراج ملنے پر مسلمانوں کا کانٹا باہر نکال دینگے اور مسلمان کہتے تھے۔ انگریز چلے جائیں۔ تو ہندوؤں کی خبر لے لیں گے۔ اس لئے اتحاد قائم نہ رہا۔ اور اس کے ٹوٹنے کی ایک بہت بڑی وجہ نیتوں کی خرابی ہوئی۔ اس پر پرتاپ لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کا تمام قوم پرستوں اور قومی کارکنوں کو بدنیت قرار دینا سخت افسوسناک ہے"

اس کے بعد ہندوؤں کی ستائش میں قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ انہوں نے اظہار محبت کے طور پر ایک گلاس میں پانی پینا شروع کر دیا تھا۔

واقعی کسی نیک نیت کو بدنیت قرار دینا سخت افسوسناک امر ہے۔ لیکن یہاں تو بد نیتوں ہی کا ذکر ہے نہ کہ ان کا جن کی نیتیں صاف تھیں۔ پھر افسوس چہ معنی دارد۔ رہی یہ بات کہ کچھ لوگ ایسے تھے یا نہیں۔ جن کی نیتیں صاف نہ تھیں۔ اور جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف وہی خیالات موجزن تھے۔ جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے۔ اس کے لئے کسی سمجھدار کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ پرتاپ نے دیدہ دانستہ انکار کیا ہے۔ اس لئے ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ کابلی میوہ والا کا خواب جو لالہ شردھانند جی نے مدت ہوئی یعنی اتحاد کے شباب کے زمانہ میں دیکھا تھا۔ اس راز کا پردہ در اور حقیقت کا کشاف نہیں۔ ممکن ہے پرتاپ کا ذہن اس طرف منتقل ہونا پسند نہ کرے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ہم ہندوؤں کی نیک نیتی کا راز تازہ بتازہ انکشافات کی روشنی میں "پرتاپ" کے سامنے تو کیا بے خبر مسلمانوں کے سامنے کر دیں۔

جناب لالہ شردھانند جی کی زیر سرپرستی شائع ہونے والا۔ اور مسلمانوں کو ہندو دیکھنے کا آرزومند آریہ اخبار "تیج" دہلی (۱۶ نومبر) اپنے ایڈیٹوریل کالمز میں مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو اشتعال دلاتا ہوا لکھتا ہے۔

"راج پاٹ کا خیال تو ایک طرف رہا۔ ہندوؤ! کیا اپنی عزت۔ آبرو۔ اپنی عصمت دری۔ قتل۔ غارتگری اور لوٹ کا خیال بھی تمہیں نیند سے جگانے کیلئے کافی نہیں۔ اس لائق تو نہ معلوم تم کب ہوگے۔ کہ رشیوں کی اس پوتر بھومی میں ہندو راج قائم کر سکو!!"

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ ہندو ہندوستان میں "ہندو راج" قائم کرنے کے خواہشمند ہیں اور اس کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں پھر کیا اس سے اس سوراجیہ کی قلعی نہیں کھل جاتی جسے ہندو مسلمانوں کا متفقہ سوراجیہ کہا جاتا ہے "تیج" ہندوؤں کے اس طبقہ کی نیتوں کا آئینہ ہے۔ جسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا۔ کہ گو انکی زبانوں پر اتحاد و اتفاق کے کلمات تھے اور وہ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے تھے۔ کہ ہندوستان میں ہندو مسلم سوراجیہ قائم کرینگے لیکن انکے دلوں میں مسلمانوں کو ملک بدر کرنے کے منصوبے تھے جنہیں اب وہ علی الاعلان ظاہر کر رہے ہیں۔

اس تازہ ثبوت کو دیکھکر "پرتاپ" کو کم از کم یہ تو تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ فی الواقعہ ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو ہندوستان میں "ہندو راج" قائم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو "رشیوں کی اس پوتر بھومی" پر ایک لحظہ کے لئے بھی دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان ہندوؤں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمانوں سے اتحاد کرنے میں انکی نیتیں صاف نہ تھیں اور وہ یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انگریزوں کا مقابلہ کریں پھر مسلمانوں کو سیدھا کر لینگے۔ تو اس حقیقت کا انکشاف سخت افسوسناک امر کیوں ہے۔ ہاں۔ پرتاپ کے نزدیک اس لحاظ سے ضرور افسوسناک ہے کہ ہندوؤں کے دلی ارادے اور منصوبے طشت از بام ہو گئے لیکن اب تو خود ہندو کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں جیسا کہ "تیج" کے مذکورہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ باقی رہے وہ مسلمان جنکی نیتوں کا شکوہ کیا گیا ہے۔ انکے متعلق پرتاپ کو تو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تاہم اسکے متعلق بھی ہم تازہ ثبوت پیش کرتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ "تیج" کی طرف سے ہی اخبار مذکور نے وفد فلسطین کے متعلق جو چندہ جمع کرنے کے لئے آیا ہے بالفاظ معاصر زمیندار یہ ظاہر کیا ہے کہ "اس تحریک کا منشاء یہ ہے کہ ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جائے"

طرف سے جو جو عنایات ہوتی رہی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ وہ ان کی یاد سے کیوں اتر گئی ہیں۔ کیا ہم انصاف کے نام پر یا اسی خون کے نام پر جس کا پرتاپ نے حوالہ دیا ہے۔ آریہ اخبارات سے یہ دریافت کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ کہ ہندو جن مسلمانوں کو اپنا ہی خون اور اپنی ہی برادری یقین کرتے ہیں ان کے ساتھ شاہ آباد میں کیا کچھ کیا۔ اور آرا میں کیا کچھ۔ پھر انہی مسلمانوں کے ساتھ کٹارپور میں کیا کیا تھا۔ کس طرح ان کو آگ کے بلند شعلوں میں بجبر جھونکا تھا۔ کس طرح معصوم [illegible] بچوں کو [illegible] شعلوں میں ڈالا اور جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔ پس اس موقع پر ہندوؤں کو ان واقعات کو نہیں بھول جانا چاہیئے۔ اور اپنے خون کے شریک مسلمانوں پر جو جو مہربانیاں وہ کرتے رہے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے وہ مقامات جن کی طرف پرتاپ نے اشارہ کیا ہے۔ ان میں تو ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہ تعداد کثیر تھے اور زیادہ تر نقصان بھی مسلمانوں کا ہی ہوا۔ مگر جن واقعات کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ ان میں مسلمانوں کی کچھ نسبت ہی نہ تھی۔ اور ان میں ہندوؤں کی زیادتی میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں ۔

ہمارے نزدیک ایسے واقعات کو دوہرانے کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ اختلاف کی خلیج کو اور وسیع کیا جائے۔ اور اتحاد کے رستہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ لیکن افسوس کہ ہندو اخبارات اس کو اپنا دلچسپ مشغلہ سمجھتے اور صلح و اتحاد کے ہر موقع پر ان کا ذکر کر کے سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ واقعات اور حالات کے رو سے ہندو ان میں کم حصہ دار نہیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے بعض افراد کے متعلق فرمایا تھا کہ ان اتحاد کرنے والوں کی چونکہ نیتیں صاف نہ تھیں۔ ہندو کہتے تھے۔ سوراج ملنے پر مسلمانوں [illegible] کا نشان باہر نکال دینگے اور مسلمان کہتے تھے۔ انگریز جائیں۔ تو ہندوؤں کی خبر لے لیں گے۔ اس لئے اتحاد قایم نہ رہا۔ اور اس کے ٹوٹنے کی ایک بہت بڑی وجہ نیتوں کی خرابی ہوئی۔ اس پر پرتاپ لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کا تمام قوم پرستوں اور قومی کارکنوں کو بدنیت قرار دینا سخت افسوسناک ہے"

اس کے بعد ہندوؤں کی ستائش میں قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ انہوں نے اظہار محبت سے سور پر ایک گلاس میں پانی پینا شروع کر دیا تھا۔

واقعی کسی نیک نیت کو بدنیت قرار دینا سخت افسوسناک امر ہے۔ لیکن یہاں تو بدنیتوں ہی کا ذکر ہے نہ کہ ان کا جن کی نیتیں صاف تھیں۔ پھر افسوس چہ معنی دارد۔ رہی یہ بات کہ کچھ لوگ ایسے تھے یا نہیں۔ جن کی نیتیں صاف نہ تھیں۔ اور جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف وہی خیالات موجزن تھے جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے۔ اس کے لئے کسی سمجھدار کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ پرتاپ نے دیدہ دانستہ انکار کیا ہے۔ اس لئے ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ کابلی ہوا کا خواب جو لالہ شردھانند جی نے مدت ہوئی یعنی اتحاد کے شباب کے زمانہ میں دیکھا تھا۔ اس راز کا پردہ در اور حقیقت کا کشاف نہیں۔ ممکن ہے پرتاپ کا ذہن اس طرف منتقل ہونا پسند نہ کرے۔ اسلئے مناسب ہے۔ کہ ہم ہندوؤں کی نیک نیتی کا راز تازہ بتازہ انکشافات کی روشنی میں "پرتاپ" کے سامنے تو کیا بے خبر مسلمانوں کے سامنے کر دیں۔

جناب لالہ شردھانند جی کی زیر سرپرستی شایع ہونے والا۔ اور مسلمانوں کو ہندو دیکھنے کا آرزومند آریہ اخبار "تیج" دہلی (۱۶ر نومبر) اپنے ایڈیٹوریل کالمز میں مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو اشتعال دلاتا ہوا لکھتا ہے۔

"راج پاٹ کا خیال تو ایک طرف رہا ہندوؤ! کیا اپنی عزت۔ آبرو۔ اپنی عصمت دری۔ قتل۔ غارتگری اور لوٹ کا خیال بھی تمہیں نیند سے جگانے کیلئے کافی نہیں۔ اس لائق تو نہ معلوم تم کب ہوگے۔ کہ رشیوں کی اس پوتر بھومی میں ہندو راج قایم کر سکو"

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ کہ ہندو ہندوستان میں "ہندو راج" قایم کرنے کے خواہشمند ہیں اور اس کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں پھر کیا اس سے اس سوراجیہ کی قلعی نہیں کھل جاتی جسے ہندو مسلمانوں کا متفقہ سوراجیہ کہا جاتا ہے "تیج" ہندوؤں کے اس طبقہ کی نیتوں کا آئینہ ہے۔ جسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا۔ کہ گو انکی زبانوں پر اتحاد و اتفاق کے کلمات تھے اور وہ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے تھے۔ کہ ہندوستان میں ہندو مسلم سوراجیہ قایم کرینگے لیکن انکے دلوں میں مسلمانوں کو ملک بدر کرنے کے منصوبے تھے جنہیں اب وہ علی الاعلان ظاہر کر رہے ہیں۔

اس تازہ ثبوت کو دیکھکر "پرتاپ" کو کم از کم یہ تو تسلیم کرلینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ فی الواقعہ ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو ہندوستان میں "ہندو راج" قایم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو "رشیوں کی اس پوتر بھومی" پر ایک لحظہ کے لئے بھی دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان ہندوؤں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمانوں سے اتحاد کرنے میں انکی نیتیں صاف نہ تھیں اور وہ یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انگریزوں کا مقابلہ کرلیں پھر مسلمانوں کو سیدھا کرینگے۔ تو اس حقیقت کا انکشاف سخت افسوسناک امر کیوں ہے ہاں پرتاپ کے نزدیک اس لحاظ سے ضرور افسوسناک ہے کہ ہندوؤں کے دلی ارادے اور منصوبے طشت از بام ہو گئے لیکن اب تو خود ہندو کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں جیسا کہ "تیج" کے مذکورہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ باقی رہے وہ مسلمان جنکی نیتوں کا شکوہ کیا گیا ہے۔ انکے متعلق پرتاپ کو تو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تاہم اسکے متعلق بھی ہم تازہ ثبوت پیش کرتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ "تیج" کی طرف سے ہی اخبار مذکور نے خود فلسطین کے متعلق جو چندہ جمع کرنیکے لئے آیا ہے بالفاظ معاصر زمیندار یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "اس تحریک کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت قایم ہو جائے"

ان الفاظ سے یہ ظاہر ہے۔ کہ خود ہندو یہ خیال رکھتے ہیں کہ مسلمان ہندوستان پر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں " پس اگر یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمادی تو کیا حرج ہوگیا۔ اور پرتاب کو " قوم پرستوں اور قومی کارکنوں " کی حمایت کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اگر حقیقت میں وہ ان کی حمایت کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے دلوں سے یہ خیال نکالدے۔ جو وہ مسلمانوں کے متعلق رکھتے ہیں۔ ایک اور بات جسکے متعلق پرتاب نے خامہ فرسائی کی ہے اور یہاں تک جوش دکھایا ہے۔ کہ چیلنج بھی دیدیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ پبلک لیڈروں سے بدظنی اسلیئے ہوگئی ہے کہ اسے کہا گیا تھا سوراج ایک سال میں مل جائے گا۔ مگر وہ نہ ملا۔ پس یہ لوگ بددل ہوکر اس تحریک سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور ذاتی فوائد کے حصول میں لگ گئے۔ اسپر پرتاب لکھتا ہے۔

"ہم مرزا صاحب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ مہاتما گاندھی کی تحریروں یا تقریروں میں سے ایک بھی ایسی دکھائیں۔ جس میں انھوں نے ایک سال میں سوراج حاصل کرنے کو چند شرائط کے ساتھ مشروط نہ کیا ہو"

تعجب ہے پرتاب کو یہ تو یاد رہا کہ "مرزا صاحب" نے ایک سال میں سوراج نہ ملنے کو وجہ بددلی قرار دیا جس کا وعدہ مسٹر گاندھی نے کیا تھا۔ مگر وہ "مرزا صاحب" کے اس قول کو جو سوراجیہ کے ایک سال کے ذکر کے ساتھ ہی پیوست تھا کیوں بھول گیا کہ جو شرائط پیش کی گئی تھیں وہ ایسی تھیں کہ اگر دیوتا بھی چاہتے تو ان شرائط کو ایک سال میں سارے ہندوستان سے نہیں منوا سکتے تھے۔ پس جب وہ ایسی مشکل شرائط تھیں اور شرائط لگانے والے بھی ان کو ایسا سمجھتے تھے تو پھر یہ حد درجہ کی ابلہ فریبی تھی۔ جو دراصل لوگوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے کی گئی۔ آخر اسکا وہی نتیجہ ہوا جو ہونا لازمی تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ہندو مسلم اتحاد کے لیئے جو تجاویز پیش کی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہم ہندوؤں کے بزرگوں کو خدا کے پیارے اور راستباز یقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں کو چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا برگزیدہ اور راستباز مان لیں کیونکہ عقل و فکر سے کام لینے والے ہر شخص کو ماننا پڑے گا۔ کہ ہر قوم مستحق تھی۔ کہ خدا کے راستباز اس کی طرف سے آئیں "۔ تو ضروری ہے۔ کہ اور اقوام کے لیئے بھی آئیں۔ اس اصل کے ماتحت ہندوؤنکو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کرنا چاہیئے۔ اسکے متعلق پرتاب لکھتا ہے۔

"ہم مرزا صاحب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ہندو یونہی نبیوں اور رسولوں کی ہستی سے منکر نہیں۔ بلکہ انھوں نے عقل و فکر کے ساتھ غور کرنے کے بعد اس عقیدہ کو نادرست پایا ہے"

پرتاب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ عقل سے کام لینے کے بعد ہندوؤں نے رسولوں اور نبیوں کے عقیدہ کو نادرست مانا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ حقیقت سے بہت دور ہے۔ کیا ہندو بتا سکتے ہیں۔ کہ انکو کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا تھا جسکی وجہ سے ان میں رشی منی ہوتے رہے۔ اور دیگر اقوام عالم نے کونسا گناہ کیا تھا۔ کہ ان میں کوئی راہنما اور خدا کا پیارا نہ آیا۔ اسی امر پر غور کرنے کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا تھا۔ جسکو نظر انداز کرتے ہوئے پرتاب نے عقل سے کام لینے کا صرف دعویٰ کردیا ہے اور اپنے اس دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔

پرتاب نے بالآخر اس تجویز اتحاد کے ساتھ اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں نہ دی جائیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس جرم کے مرتکب زیادہ تر احمدی ہوتے ہیں۔ اسلیئے پہلے اصلاح گھر سے شروع ہونی چاہیئے۔

اس الزام کے جواب میں ہم پہلے بھی کسی قدر لکھ چکے ہیں۔ اسلیئے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پرتاب کو اتنا ضرور کہیں گے۔ کہ عین اسوقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اتحاد کی تجاویز پیش کر رہے تھے۔ آریوں کے خاص لیکچرار دھرم بھکشو نے جو اشتہار تقسیم کیا تھا وہ کہاں تک تہذیب اور شرافت کا حامل تھا۔ جس میں صاف طور پر بانی سلسلہ احمدیہ پر پنڈت لیکھرام صاحب کو سازش سے قتل کرانے کا الزام لگایا گیا تھا۔ پھر تحریروں اور تقریروں میں آریہ صاحبان جو در افشانی کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن اگر آریہ اخبار پرتاپ آریوں کا قائم مقام بنکر یہ اقرار کرنیکے لئے تیار ہو کہ آیندہ آریوں کی طرف سے مسلمانوں کے بزرگوں اور اسلام کے خلاف خلاف تہذیب الفاظ گندے اور ناپاک الزام۔ گالیاں اور بدزبانیاں نہ کی جائینگی۔ تو ہم اسی وقت یہ وعدہ کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ کہ ہماری تحریروں میں کوئی سخت لفظ ان کے بزرگوں اور واجب التعظیم انسانوں کے متعلق نہیں استعمال ہوگا۔ اس قسم کا سمجھوتہ طرفین کی آمادگی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس اگر آریہ درشت کلامی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمیں اس سمجھوتہ کے لیئے ہر وقت آمادہ پائیں گے۔ کیا پرتاپ اور دیگر آریہ اخبارات اس بارہ میں کوئی موثر کارروائی کرنا پسند کریں گے +

امام جماعت احمدیہ کا لیکچر ہندو مسلم اتحاد کے متعلق اور معاصر "زمیندار"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر کا ذکر کرتا ہوا معاصر زمیندار ۱۶ نومبر لکھتا ہے۔

" آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ کمزور قوم کا اتحاد مضبوط قوم سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اتحاد کرنیوالوں کی طاقت مساوی ہونی چاہیئے۔ اسلیئے مسلمانوںکو طاقتور بننا چاہیئے۔ غالباً مسلمانوں کو طاقتور بننے کا مشورہ اسلیئے دیا گیا۔ کہ وہ ہندوؤں کے مقابل بن سکیں۔ لیکن جب حسب الارشاد مرزا صاحب اس اتحاد میں حکومت کو بھی شریک کرنا ضروری ہے۔ اور شرکاء اتحاد کی طاقتوں کا مساوی ہونا بھی لابدی ہے۔ تو پھر ہندوؤں اور مسلمانوں پر یہ بھی لازمی ٹھہرا کہ وہ اپنی طاقت کو حکومت کی طاقت کے ہم پلہ بنانیکی کوشش کریں۔ تاکہ مرزا صاحب کے منشاء کے مطابق اتحاد کی شرط پوری ہوسکے۔"

معاصر موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے ہندو مسلم اتحاد کے لیئے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ وہی آپکا ارشاد گورنمنٹ سے اتحاد کرنیکے متعلق بھی سمجھنا چاہیئے۔ آپکو اس امر پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہ ہندو مسلمان گورنمنٹ سے اتحاد ۴ کرنیکے لیئے اپنے آپ کو مضبوط بنائیں۔ بلکہ آپ نے تو اسی ذکر پر فرمایا۔ گورنمنٹ انگریزی کیا۔ حب الوطنی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اہل ہند تمام دنیا کے مقابلہ میں اپنے آپکو مضبوط بنائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

الانذار

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
۲۳ر نومبر ۱۹۲۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

نبی کی فوجیں

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب بھی وہ اپنا کوئی مامور و مرسل دنیا میں بھیجتا ہے۔ تو اسکی شان اور اسکے درجہ اور رتبہ کے مطابق اُسکے ساتھ ملائکہ کی فوجیں بھیجتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی بادشاہ ہوتا ہے اور کوئی بادشاہ بغیر فوج کے نہیں ہو سکتا ہمیشہ نادان کافر اور جاہل معترض کہا کرتے ہیں کہ اس نبی کے پاس تو فوج نہیں۔ مگر چونکہ نبی جسمانی بادشاہ نہیں ہوتا۔ روحانی ہوتا ہے۔ اسلئے اسکے ساتھ روحانی فوجیں ہوتی ہیں۔ اسکا تخت روحانی ہوتا ہے۔ اسکا تاج روحانی ہوتا ہے۔ اسلئے اسکی فوجیں بھی روحانی ہوتی ہیں۔

دنیاوی اور روحانی بادشاہ میں فرق

جبکہ دنیاوی بادشاہ اپنی حکومت تلواروں کے زور سے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور جبر اور زور سے اپنی حکومت منواتے ہیں۔ اور اپنی توپوں اور بندوقوں سے دشمن پر زور ڈالتے ہیں۔ اسوقت انبیاء اپنی دعاؤں کے گولوں سے مخالفین کو زیر کرتے ہیں۔ اور دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔ ظاہری حکومتیں تو کوشش کرکے اپنی فوجوں میں بہادر قوموں سے جوان بھرتی کرتی ہیں۔ مگر نبیوں کی فوج میں فرشتوں کی بھرتی ہوتی ہے جبکہ ظاہری بادشاہ ظاہری سامانوں سے اپنے دشمن کو غارت کرتے ہیں تو انبیاء کے دشمن آسمانی سامانوں سے غارت کیئے جاتے ہیں۔ انبیاء میں تمام بادشاہوں کی باتیں ہوتی ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ تاج و تخت و حکومت کے مالک ہوتے ہیں۔ مگر انکی یہ سب چیزیں روحانی ہوتی ہیں۔ اور ان کے سب سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ جس طرح ظاہری حکومتوں کے باغی ہلاک کیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے دشمن باطنی سامانوں سے باطنی پھانسی دیئے جاتے ہیں۔ جسطرح حکومتوں کے دشمن تلوار کے گھاٹ اُتارے جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے دشمن۔ جن کے حالات سے خدا تعالیٰ خوب واقف ہوتا ہے ان سے وہی سلوک کرتا ہے جسکے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ ظاہری حکومت کے قیدی قید میں رہ کر خوش ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ لیکن خدا جسکو قید کرتا ہے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔ ظاہری حکومتیں ایک شخص کو قید کرتی ہیں اس جرم میں کہ اس نے بغاوت کی مگر وہ شخص خوش ہو سکتا ہے اسلیئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنی قوم کو آزاد کرانا چاہتا تھا۔ وہ اس قید کو عزت کا باعث سمجھتا ہے۔ اسی طرح ایک سپاہی جو ملک کی عزت و احترام کے لیئے مرتا ہے وہ موت پر بھی خوش ہوتا ہے۔ لیکن خدا کا مارا ہوا نہ یہاں خوش ہوتا ہے نہ وہاں۔ خدا کا جسپر غضب نازل ہوتا ہے اور جو خدا کی قید میں ڈالا جاتا ہے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔ خدا کی طرف سے قید یہ ہوتی ہے کہ وہ عزت کو تباہ کر دیتا ہے جسم میں ایسی بیماری پیدا کر دیتا ہے جس سے راحت و آرام مفقود ہو جاتا ہے۔ اور خوشی سے محروم ہو جاتا ہے۔

موجودہ زمانہ کا روحانی بادشاہ

ہمارے اس زمانہ میں بھی خدا نے اپنا ایک مرسل بھیجا ہے۔ یہ اسکا احسان تھا۔ کیونکہ باوجود اسکی کہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ انھوں نے بدی اختیار کر لی اور خدا کو بھلا دیا مگر خدا نے انعامات کا جو دروازہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کھولا تھا چاہا کہ اسکو بند کر دے۔ اور جو دیکھ لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رسول کی بیقدری کی۔ خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور و مرسل بھیجا۔ اس مامور و مرسل سے بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا۔ جو اس سے پہلے ماموروں سے ہوتا آیا ہے۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے مٹا دیں اور اسکے سلسلہ کو درہم و برہم کر دیں مگر خدا نے اپنی بات پوری کر کے دکھا دی۔

مسیح موعود کی ابتداء دعوے میں حالت

جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا۔ اُسوقت آپکے مخالفت اور آپ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی۔ میری پیدائش۔۔ دعوے سے پہلے کی ہے۔ اور گو میں نے ابتداء نہیں دیکھی مگر ابتداء کے قرب کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ زمانہ بھی کمزوری کا زمانہ تھا۔ طرح طرح مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے۔ اور ہر ممکن طریق سے دکھ اور تکالیف پہنچاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب ایک شہادت میں ملتان تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا اُسوقت میری عمر آٹھ سال کے قریب ہوگی۔ جب آپ وہاں سے واپس آئے تو لاہور میں کسی جگہ دعوت تھی یا کیا بات تھی یہ مجھے یاد نہیں آپ دہلی دروازہ کے اندر گئے اور شہر کی مسجد یا وزیر خاں کی مسجد کے پاس سے بہت بڑا مجمع دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں پتھر تھے۔ اور وہ بڑا شور و غوغا کر رہے تھے اس تمام مجمع میں اسوقت کی عمر کے تقاضے کے مطابق مجھ ایک نظارہ خاص طور پر یاد ہے۔ ایک شخص جسکا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا وہ بیٹھے ہوئے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار مار کر شور مچا اور ہو ہو کر رہا تھا عمر کے تقاضے کے ماتحت۔ اسوقت تو وہ اسکی حالت قابل رحم نظر آتی تھی بلکہ قابل تمسخر نظر آتی تھی وہ سمجھتا تھا کہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کام کر رہا ہے مگر آج میں جب ان حالات پر غور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ ان کے وہ چار کنکروں یا ان کی گالیوں نے حضرت اقدس کا یا آپ کے سلسلہ کا کیا بگاڑ لیا۔ حق کے وطن دار کے جیتے تو لوگوں کی گردنوں پر تلواریں رکھی گئیں۔ تب بھی کچھ نہ ہوا۔ غرض وہ ایک بے بسی کی حالت تھی جس میں وہ لوگ مبتلا تھے۔ اور خیال کرتے تھے شاید اسطرح کچھ بنا لیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں گاڑی کی پچھلی نشست پر گھوڑے کی طرف منہ کرکے بیٹھا ہوا تھا اور گاڑی کی طاقی میں سے قریباً نصف باہر جھک کر دیر تک اس تماشہ کو دیکھتا رہا۔ کہ یہ لوگ شور کیوں کرتے ہیں۔

مسیح موعود کے خدام کی عزت

پھر یا تو وہ زمانہ تھا کہ ہمارے آقا اور سردار ہمارے سلسلہ کے بانی۔ مگر یہ باتیں اصل میں ابھی آپ کے رتبہ کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ یہی لوگ

قدر دنیا دی شوکت اور عظمت حاصل نہیں ہوئی۔ اس لئے میں یوں کہتا ہوں۔ کہ رب العالمین کے مامور و مرسل پر لوگ تالیاں بجاتے اور خوش ہوتے تھے۔ کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ لیکن آج آپ کے خادم کہیں جاتے ہیں۔ جو آپ کے درجہ کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ تو لوگ ان کا ادب کرتے اور ان کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ سینکڑوں آتے اور ادب سے ملتے ہیں۔ اگر مخالف بھی ہوتے ہیں۔ تو بھی اتنا ضرور کہتے ہیں۔ کہ ان کی ایک معزز جماعت ہے۔ اور بڑی کام کرنے والی جماعت ہے۔ ان کی عزت کرنی چاہیئے ؎

یہ تغیر کیوں ہوا

کجا وہ حالت کہ حضرت اقدس پر پتھر چلائے جاتے تھے اور آپ پر تالیاں بجائی جاتی تھیں۔ اور کجا یہ حالت کہ آپ کے خدام کی بھی عزت کی جاتی ہے۔ یہ حالت کیسے پیدا ہوئی۔ یہ بات کیسے دنیا کے قلوب کے اندر سما گئی اور یہ رنگ کیسے پیدا ہو گیا۔ کیا ہم نے وہ بات کہنی چھوڑ دی۔ جو حضرت اقدس پیش فرماتے تھے نہیں ہم وہی بات کہتے ہیں۔ لوگوں کو آج بھی ہم سے اختلاف ہے۔ مگر اس وقت اور موجودہ وقت میں فرق صرف یہ ہے۔ کہ اس وقت ملائکہ کی فوج نے کام شروع کیا تھا۔ اور اب ایک حد تک کام کر چکی ہے ؎

خدا کے قہری نشان

اس تغیر میں خدا کے قہری نشانوں کا بھی دخل ہے جو کہیں زلزلہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ کہیں طوفان اور طاعون کی صورت میں کہیں انفلوئنزا کی شکل میں۔ اور کہیں قحط اور وبا کے رنگ میں۔ کہیں کسی اور رنگ میں۔ یہ نشانات۔ وہ فوجیاں تھیں جو خدا کی طرف سے اپنے مامور و مرسل کی تائید میں لڑی گئیں۔ ان سے بہت سے لوگوں کی دشمنیاں ماری گئیں۔ جن میں نیکی مخفی تھی۔ وہ مان گئے۔ کچھ ایسے ہیں۔ جنہوں نے مخالفت چھوڑ دی۔ مگر ابھی یہ کام ختم نہیں ہوا۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس کے الہامات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان حملوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا جب تک کہ دنیا میں غالب دین احمدیت اور اسلام نہ ہو جائے۔ ہاں کبھی خدا ڈھیل بھی دیتا ہے۔ اور وقفہ ڈالتا ہے۔ تاکہ اس عرصہ میں لوگ غور کریں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ جیسا کہ حضرت اقدس کا الہام ہے۔ انی مع الرسول اقوم افطر واصوم۔ نادان اس الہام پر ہنستے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کیا خدا بھی روزے رکھتا اور افطار کرتا ہے۔ مگر اس الہام کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ کبھی دنیا پر عذاب لاتا ہوں۔ اور کبھی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ چھوڑ دیتا ہوں۔ اور لوگوں کی فریادوں کو سنتا ہوں۔ عذاب کے زمانہ کو روزے کھولنے سے تشبیہ دی۔ اور عذاب روکنے کے زمانہ کو روزے رکھنے سے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ عذاب مسلسل آتا جائے۔ بلکہ خدا وقفہ دیتا ہے۔ اور پھر عذاب نازل کرتا ہے۔ ایک زمانہ میں تلوار چلائی جاتی ہے۔ اور ایک زمانہ میں نیام میں رکھ دی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چلتا چلا جائیگا جب تک وعدہ الٰہی پورا نہ ہو جائے ؎

منذر رؤیا

میں نے جو آج یہ خطبہ پڑھا ہے۔ یہ ایک رؤیا کی بنا پر پڑھا ہے۔ جو میں نے پرسوں دیکھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا پر کوئی اور عذاب آنے والا ہے۔ اور قریب کے زمانے میں آنے والا ہے۔ میں نے دو نظارے دیکھے ہیں۔ اول میں نے ایک مریض کو دیکھا۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ طاعون کا مریض ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوا۔ کہ ہم کچھ آدمی ایک گلی میں سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں ایک شخص کہتا ہے۔ پرے ہٹ جاؤ یہاں سے بھینسیں گذرنے والی ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ گویا گلی کے پاس ایک کھلا میدان ہے۔ جس کے ارد گرد احاطہ کے طور پر دیوار ہے۔ اور ایک طرف دروازہ بھی ہے۔ جس کو کواڑ نہیں ہیں۔ اور میں اور میرے ساتھی اس دروازے میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہم نے گلی میں سے گذرنے والی بھینسوں کو دیکھا۔ کہ وہ مارنے والی بھینسوں کی طرح گردن اٹھا کر دوڑتی چلی آتی ہیں۔ میں نے انتظار کیا۔ کہ وہ گذر جائیں۔ لیکن اتنے میں ہمیں بتایا گیا۔ کہ وہ اس گلی سے نہیں دوسری سے گذر گئیں ؎

تعبیر الرؤیا میں بھینس کی تعبیر وبا یا بیماری ہوتی ہے۔ اور طاعون سے مراد بھی عام بیماری یا کوئی وبا ہوتی ہے۔ اور طاعون بھی ہو سکتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عنقریب اس رنگ میں کوئی اور نشان ظاہر ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مختلف رنگ کے نشان آیا کرتے ہیں۔ کبھی سیاسی اور کبھی مالی۔ اور کبھی کسی اور رنگ میں۔ تاکہ لوگ ایک ہی قسم کے عذاب کے عادی نہ ہو جائیں ؎

جماعت کے دو فرض

اس وجہ سے میں دو امور کی طرف اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اوّل تو یہ کہ ان ایام میں بہت زیادہ استغفار اور توبہ کی ضرورت ہے۔ چاہیئے کہ ہمارے احباب خصوصیت سے اس میں لگ جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے متعلقین کو اس قسم کی موت سے بچائے۔ موت سب کو آتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی بھی نہ بچے اور تو اور نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے ذریعہ ہم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا وہ بھی نہ بچے۔ پس جب وہ بھی نہ بچے۔ جن کی دنیا کو انتی ضرورت تھی۔ تو اور کون ہے جو موت سے بچ جائے۔ مگر موتوں کی بھی قسمیں ہیں۔ بعض موتیں شہادت بھی ہوتی ہیں۔ مگر بعض لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور امر حق مشتبہ ہو جاتا ہے۔ جو وبا مخالفین کے لئے آئی ہو۔ اگر تم میں سے یا تمہارے متعلقین میں سے کوئی اس میں مبتلا ہو جائے۔ تو لوگ اعتراض کرینگے۔ کہ یہ کیسا عذاب ہے کہ ماننے والوں پر بھی آتا ہے۔ گو ان کا یہ اعتراض غلط ہوگا۔ مگر کہنے والے کو کون روک سکتا ہے۔ خدا کی [illegible]

تو غنی ہے۔ اگر کوئی انسان عفو طلب نہیں کرتا۔ تو خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہو سکتی۔ ماننے والو نہیں ہے اگر کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو وہ کسی اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے ۞

ایسی حالت میں ایسا شخص دو پتھروں کے نیچے کچلا جاتا ہے۔ ایک پتھر تو یہ ہوتا ہے۔ کہ جو بلا دین کے دشمنوں کے لئے تھی۔ وہ اس میں مبتلا ہو گیا۔ اور دوسرا یہ کہ دشمنوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوا۔ اور جس کا سر دو پتھروں کے نیچے ہو۔ اس کا بچنا مشکل ہوتا ہے ۞

مختلف العقیدہ لوگوں سے ہمارا تعلق

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ عذاب جن کے لئے ہے وہ ہمارے بھائی ہیں اور بھائی بھی کئی قسم کے۔ اول وہ اس رسول کو ماننے والے ہیں۔ جس کو ماننا اور منوانا ہمارا فرض ہے۔ اس لئے وہ اس رسول کے ہو کر ہمارے بھائی ہیں۔ پھر وہ ہمارے اہل وطن ہیں۔ اس لئے وہ ہندوستان میں ہو کر ہمارے بھائی ہیں۔ پھر وہ انسان ہیں اور ہم اور وہ ایک انسان کی اولاد ہیں۔ اس لئے ہمارے بھائی ہیں۔ پھر بعض ان میں ہمارے رشتہ دار اور قریبی بھی ہیں۔ ہمسائے بھی ہیں اس لحاظ سے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ پس کئی وجوہ سے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ان تمام تعلقات کو مدنظر رکھکر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اگر ان کو تکلیف پہونچے۔ تو ہمیں ضرور رنج ہوتا ہے۔ اور ہم ان کی تباہی پر خوش نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہم اس صورت میں خوش ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ عذاب سے بچ جائیں ۞

دنیا کو عذاب سے بچانے کا طریق

اس لئے میں اپنی جماعت کو یہ بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس امر کی بھی کوشش کریں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ وہ لوگ عذاب میں مبتلا ہونے سے بچائے جائیں۔ اور ان کو بچانے کا طریق یہی ہے۔ کہ ان کو تبلیغ کی جائے۔ اور وہ اس زمانہ کے مامور و مرسل پر ایمان لائیں۔ جب خدا کسی کو عذاب میں مبتلا کر رہا ہو۔ تو اس کو نہیں بچایا جا سکتا۔ مگر اس طرح کہ ان حالات کو بدل دیا جائے۔ اور اس میں اصلاح پیدا ہو جائے۔ ورنہ اور ذرائع سے خدا کے عذاب میں گرفتار شخص کو بچانے کی سعی کرنا جنون ہے۔ پس اگر کسی کا بچنا ممکن ہے۔ تو تبلیغ کے ذریعہ ہی۔ اور اگر تبلیغ نہ کی جائے۔ تو اس کے معنے ہیں۔ کہ ان کی ہلاکت میں گویا ہم بھی مددگار ہیں ۞

پس ہمارے دو فرض ہیں۔ اول یہ کہ دعا و استغفار کثرت سے کریں۔ اور عاجزی اور انکساری کا اختیار کریں۔ دوسرے یہ ہے۔ کہ تبلیغ سلسلہ میں سعی بلیغ کریں۔ تاکہ لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہو کر خدا کے عذاب سے بچ جائیں ۞

اللہ تعالےٰ ہم پر بھی رحم کرے۔ اور ان پر بھی جو اب تک صداقت کو قبول کرنے سے محروم ہیں۔ اور ان کو حق کے قبول کرنے کی توفیق دے۔

دوسرا خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔ جمعہ

جنازہ

کی نماز پڑھکے ایک جنازہ پڑھوں گا۔ جن دنوں میں لاہور میں تھا۔ میری چھوٹی بیوی کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ چونکہ میں ان کا جنازہ پڑھ نہیں سکا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی خواہش ہے اور خود مجھ پر بھی مرحومہ کا حق ہے۔ کہ میں ان کا جنازہ پڑھوں۔ کیونکہ وہ میری ساس تھیں۔ اس لئے نماز کے بعد میں ان کا جنازہ پڑھونگا۔ احباب بھی میرے ساتھ اس نماز میں شامل ہوں ۞

جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء کے وعدے

جلسہ سالانہ کے وعدوں کی فہرست جو اب تک مل چکے ہیں۔ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ گذشتہ دو دفعہ کی شائع شدہ فہرست اور اس فہرست کے ملانے سے قریب ۷۰۰۰ کے وعدے ہوتے ہیں۔ اور خرچ اس سال کا قریب بیس ہزار کے تجویز کیا گیا ہے۔ ۱/۲ جماعتوں سے وعدہ آیا ہے باقی ۱/۲ سے وعدے موصول نہیں ہوئے نہ ہی کوئی روپیہ آیا ہے۔ جن جماعتوں سے ابھی وعدے نہیں ملے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے وعدوں اور رقوم سے بہت جلد مطلع فرمائیں۔

مقام	رقم	مقام	رقم
جوگووال	۱۰	پشاور	۱۰۰
سیالکوٹ شہر	۳۲۰	مالاکنڈ	۳۲
چونڈہ	۸	نوشہرہ	۱۰
چانگریاں	۱۵	کوہاٹ	۵
خانانوالی سیالکوٹ	۳۰	پارہ چنار	۸
سلانکے	۴۴	کامل پور	[illegible]
عزیز پورہ	۱۰	چک ۲۳۴	دس روپیہ اور ایک کنستر گھی
بوبک مرالی	۱۰	واہ	ایک کنستر گھی
امرتسر	۲۰۰	حیدرآباد سندھ	۲
لاہور	۹۰۰	کراچی	۹۰
کتھووڑی چک ۳۱۲	۱ ٹین گھی	کوئٹہ	[illegible]
پنڈی چری	۱۰ سیر گھی	بھنگالانہ	۱۵
چک ۱۵	۲۰	ٹروڈھ	۳۰
حافظ آباد	۱۶	کاٹھگڑھ	۳۰۰
پنڈی بھٹیاں	۵	کیمبل پور	۵۰
چک ۲۱ چونڈہ	۱۹۵	کریم پور	۱۰
کوٹ رحمت خان	۹	سامانہ	۶۰
شیخ پور ضلع گجرات	دو ٹین گھی	دہلی	۸۰
لالہ موسیٰ	۵۰	شملہ	۲۰۰
ریتل	۵ سیر گھی	حصار	۲۵
ہیلاں	۸	شاہجہانپور	۵۰
سعد اللہ پور	۱۵	چندوسی	۲
چک ۹۸	۴۰	ڈاک پتھر	۲۱
چک ۳۳۳	ایک ٹین گھی	فیروزپور	۱۰۰
بھیرہ	۷۰	احمد آباد	۸
چک ۹۹	ایک ٹین گھی	اٹک	۲۰
جہلم	۱۵۰	کلکتہ	۲۶
راولپنڈی	۲۲۰	حیدرآباد دکن	۱۲۰۰

آریوں کے دھوکے سے بچو

بعض ہندو اخباروں میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ راجپوتانہ میں اڑھائی لاکھ مسلمان راجپوت شدھ ہونے کے لیئے تیار ہیں۔ اس میں خاصکر راوت اور میرات قوموں کا ذکر ہے۔ یہ دونوں قومیں علاقہ اجمیر میں بود و باش رکھتی ہیں۔ بندے ماترم مورخہ ۱۹ نومبر کے صفہ پر مندرجہ ذیل خطرناک سرخی ہے۔

"ڈیڑھ لاکھ نومسلم راوت راجپوتوں کی طرف سے شدھی کی درخواست راجہ دھیراج کرنا بر سنگھ پردھان کھشتریہ مہاسبھا سے"

اسی طرح پچھلے دنوں قائم خانی راجپوت ساکنان شیخاوت ریاست جیپور کے متعلق اعلانات شائع کیئے گئے تھے۔ جو دراصل یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیئے کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ان کو اصل میدان ارتداد سے ہٹا کر غلط راستہ پر ڈالدیا جائے۔ علاقہ شیخاوت ریاست جیپور میں جہاں قائم خانی لوگ رہتے ہیں ہمارے چار نوجوان مبلغوں نے تین ماہ تک چکر لگایا ہے۔ اور اس قوم کے ہر ایک گاؤں میں یہ لوگ کئی دفعہ گئے ان لوگوں کے ارتداد کا فی الحال کوئی خطرہ نہیں۔ اور یہ ایسے ہی مضبوط ہیں جیسے پنجاب کے مسلمان راجپوت۔ اسی طرح علاقہ میواڑ میں جو میرات اور راوت لوگوں کا ملک ہے ہم متواتر چھ ماہ سے کام کر رہے ہیں وہاں کام کرنیوالوں کی تعداد کبھی ۱۶ اور کبھی ۸ رہی ہے۔ لیکن چونکہ ضرورت خیال نہیں کی گئی اسلیئے اب صرف چار آدمی اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس علاقہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شدھی کا فی الحال خطرہ نہیں۔ کچھ دن جمعیۃ العلماء کے چند آدمیوں نے بھی وہاں کام کیا ہے دشمن کیطرف سے جب الارم ہو تو اسکا ضرور کچھ مطلب ہوتا ہو۔ اکثر اس کی غرض مقصد سے دور لیجانا یا بیدلی پیدا کرنا یا اپنی گرتی ہوئی طاقت کو اٹھانا ہوتا ہے اسلیئے مسلمان جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ان خبروں پر اعتبار کیا کریں جنکا منبع اسلامی ہو۔ اور اصل علاقہ ارتداد کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں خواہ مخواہ حیران ہو کر اپنی طاقت کو ضائع نہ کریں۔ چودھری فتح محمد سیال ایم اے امیر المجاہدین جماعت احمدیہ ۔ آگرہ

چھوت چھات کا فوری فائدہ

ہمارے گاؤں چک نمبر ۲۳۳ جھنگ برانچ میں بھی چھوت چھات شروع ہوگیا ہے۔ دیوالی سے چار دن پہلے منشی حسین بخش صاحب احمدی نے مولوی عبد السلام صاحب غیر احمدی کو کہا۔ کہ آپ مسئلہ چھوت چھات کے متعلق جمعہ کے دن مجمع عام میں تقریر کریں تاکہ اور لوگوں میں بھی اسکی حقیقت ظاہر ہو جائے۔ مولوی صاحب مذکور نے بروز جمعہ چھوت چھات کے متعلق تقریر کی۔ جس میں یہ بیان کیا۔ کہ ہندو لوگ مسلمانوں کو کس حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر ان کے چوکے میں مسلمان کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو وہ چوکا ناپاک یعنی بھرشٹ ہو جاتا ہے اور اگر کتے ان کے چوکے میں جا کر چاٹیں۔ تو وہ پوتر سمجھتے ہیں گویا مسلمان کتوں سے برے ہوئے۔

اور بتایا کہ چھوت چھات تو اصل میں ہم کو کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ الٹی کارروائی کر رہے ہیں۔ آخر میں یہ بتایا کہ جب ہندو ہمارے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز نہیں لے کر نہیں کھاتے تو ہمکو بھی ان کے ہاتھوں کی پکی ہوئی چیز لے کر ہرگز نہیں کھانی چاہیئے۔ ہم تب ان کے ہاتھوں کی چیزیں کھائیں گے جبکہ پہلے یہ ہمارے ہاتھوں کی پکی ہوئی چیزیں کھا لیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب دیوالی آرہی ہے۔ اس دن یہ مٹھائی بنائیں گے۔ ہر مسلمان کا فرض ہوگا کہ کوئی بھی ہندو سے مٹھائی لے کر نہ کھائے۔

دیوالی کے دن ہندو جلیبی وغیرہ نکالتے رہے لیکن ان کے جلیبی بدستور پڑے رہے مسلمانوں نے قسمیں کھائیں۔ کہ ہم ہندوؤں کے ہاتھوں کی پکی ہوئی چیزیں نہیں کھائیں گے۔ ہندو ہر ایک آدمی کے پاس جا کر کہتے کہ مہربانی کر کے تم گاؤں کو کہہ دو کہ ہم سے جلیبی وغیرہ خریدا کریں۔ لیکن سب نے صاف جواب دیدیا۔ کہ ہم بالکل ہندو سے مٹھائی لے کر نہیں کھائیں گے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس طرح چھوٹے سے گاؤں کے زمینداروں وغیرہ کو چار سو روپیہ کی بچت ہو گئی ہے۔ یعنی چار سو روپیہ جو یونہی ایک دو گھنٹے میں ضائع ہوتے تھے اب یہ کسی اور مصرف میں لائیں گے۔ کاش ہر جگہ کے مسلمان ایسا ہی کریں۔ خدا تعالیٰ ان کو راہ راست پر رکھے۔ آمین ثم آمین۔

راقم لال الدین احمدی

آریہ سماج کا مہاشہ ناتھ جلالپوری

اہل بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ تحریری بحث مابین مہاشہ مذکور اور ہمارے تھوڑے عرصہ سے شروع ہے۔ میرے مضامین اور انکے زیر بحث اخبار سیاست اور آریہ گزٹ میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ تھوڑے دن گزرے میں نے ایک مضمون بہ عنوان "آریہ سماج اور مہاشہ ناتھ جلالپوری" اور دوسرا "مہاشہ جلالپوری جواب دیں" کے عنوان سے اخبار سیاست میں شائع کرائے۔ اور خاص کر کھلے صاف الفاظ میں جواب مہاشہ ناتھ سے مانگے۔ مگر ابھی تک انکی طرف سے جواب نہیں ملے حالانکہ اسے کئی خطوط لکھے گئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کس عقل اور لیاقت پر ویدامرت اور کتب دیگر کتب مصنفہ و مؤلفہ غازی محمود صاحب و جناب میر قاسم علی صاحب شیر اسلام شائع کرا رہا ہے۔ اب میں پھر آپ کو بذریعہ اخبار الفضل تحریری مباحثہ کے لیئے دعوت دیتا ہوں۔ کہ ویدامرت شائع کرنے سے پہلے میرے اعتراضات کے جواب عقلی و نقلی دلائل سے جس اخبار میں دل چاہے دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ مہاشہ جی الزامی جواب ضرور دو مگر پہلے میرے اعتراضات کو رد کر کے عقلی و نقلی دلائل سے پھر الزامی جواب بیشک دو۔ میں انشاء اللہ آپکے جوابات کی تردید کرونگا۔ اے آریہ سماجیو اپنے مہاشہ کو میدان عمل میں لاؤ تاکہ اسکو صداقت اسلام اور بطلان وید بتائیں۔ امید ہے جناب مہاشہ ناتھ جلالپوری جائنٹ ایڈیٹر اخبار ملاپ و آریہ گزٹ میری دعوت قبول کر کے ممنون و مشکور فرما دینگے۔

محبوب الٰہی بندہ الاسلام احمدی راولپنڈی

اشتہاری دنیا

ــــــــــ آپ بدظن ہو چکے ہیں۔ مگر دوستو ساری دنیا ایک جیسی نہیں۔ آؤ تجربہ کرو۔ سچ اور جھوٹ کو تجربہ کی کسوٹی پر لگا کر دیکھو۔ ہم اسوقت صرف آپکی تسلی کے لئے چند مجربات پیش کرتے ہیں۔ جسکو پسند کرو منگا کر آزماؤ اور ہماری سچائی کی داد دو۔

اکسیر تسہیل ولادت۔ اسکا کام نام سے ظاہر ہے ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا اسکو سچا غمگسار پاؤ گے۔ بر موقع اسکے استعمال سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد تولید جو زچہ کو دو دو چار چار دن تک درد سخت بھینی رہتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ درد بھی اسکے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک عہ

اکسیر نزلہ۔ زکام خواہ نیا ہو یا پرانا اللہ کے فضل سے ایک دو دن میں ہی آرام ہو جاتا ہے قیمت معہ محصول عہ

نسوار بے نظیر۔ دماغ بند رہتا ہو یا ناک سے چھیچھڑے آتے ہوں یا بدبو آتی ہو تو یہ نسوار ان شکایات کے رفع کرنے میں واقعی بے نظیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ار معہ محصول ڈاک۔

اکسیر داد۔ داد کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ داد خواہ کسی جگہ ہو چند دنوں میں بفضل خدا آرام آجاتا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک عہ

دلپذیر ہیر آئیل۔ بالوں کو لگانے والا خوشبودار تیل دماغی کام کرنے والوں سب کے لئے اکسیر ہے۔ دل کو سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغ کو معطر رکھتا ہے قیمت معہ محصول عہ

مجربات منظورہ بیکاروں اور کم آمدنی والوں کیلئے عموماً ایک دولت کا چشمہ ہے جس میں قیمتی انمول جواہرات کے علاوہ بعض ایسی ایسی دستکاریاں بھی بتلائی گئی ہیں جو سینکڑوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں حاصل ہو سکتیں۔ قیمت صرف پانچ روپیہ معہ محصول ڈاک۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنی ضروری ہے۔

ڈاکٹر منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر

سلانوالی (لائن سرگودھا)

تریاق چشم اور سارٹیفکٹ

نمبر ۱۱۔ نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکٹ سول سرجن صاحب کیمبل پور۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ میں نے سفوف مذکورہ کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

نمبر ۱۲ شیخ نور الٰہی صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ ایس۔ انسپکٹر آف سکولز ڈویژن ملتان تحریر فرماتے ہیں۔ مکرم بندہ تسلیم تریاق چشم واقعی مفید ثابت ہوا ہے +

نمبر ۱۳۔ اخبار ذوالفقار شیعہ لاہور بعنوان "تنقید" یہ ایک پوڈر ہے جو ہمارے دفتر میں بغرض "تنقید" مرزا حاکم بیگ صاحب احمدی گڑھی شاہ دولہ گجرات پنجاب نے بھیجا ہے اسکو ہم نے اپنے خاندانی ممبر بچوں پر استعمال کیا۔ میرے لڑکے کو کرمیوں سے آشوب چشم کی وجہ سے ککرے پڑ گئے تھے جسکی عمر ۸ سال کی ہے تین یوم کے استعمال سے بالکل صحت ہو گئی۔ ایک اور بچہ کو عرصہ دو ماہ سے آشوب چشم تھا۔ ڈاکٹری اور یونانی علاج سے آرام ہو جاتا تھا مگر پانچ چھ یوم کے بعد پھر وہی صورت ہو جاتی تھی۔ ایک ڈاکٹر کی رائے تھی کہ ککروں کا اپریشن کیا جائیگا۔ مگر تریاق چشم کے استعمال سے آج اسکی آنکھیں بالکل تندرست ہیں۔ ہم نے بھی اپنی تندرست آنکھوں میں ایک ایک سلائی لگائی جس نے نظر کو بہت فائدہ دیا۔ درحقیقت یہ دوا نہیں ہے بلکہ کسی بزرگ کی دعا ہے جو تیر بہدف کا کام دیتی ہے۔ ناظرین اسکو منگا کر ضرور استعمال کریں۔ ہمارے خیال میں اس تریاق چشم کے مقابلہ میں زود اثر آنکھوں کی بیماریوں کے واسطے اور کوئی دوا نہیں ہے جو بغیر راہ اور فائدہ مند ہو سکے اسکے فوائد کے مقابلہ میں قیمت صرف عہ فی تولہ کی کچھ حقیقت نہیں ہے اسکی ہر گھر میں رہنے کی ضرورت ہے بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس تریاق چشم سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ (۷؍) بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گجرات گڑھی شاہ دولہ۔ پنجاب

اللہ ھو الشافی

جوہر شفاء + نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر۔ بلغم میں خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرنا۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سبکو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپیہ کو بھی مفت۔ فی تولہ عہ علاوہ محصول ڈاک جو ایکماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے ہر پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ پتہ

ایس عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیر قادیان گورداسپور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کے لئے بہت مفید ہے آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ۸۰ برس کی عمر تک استعمال کیا اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اسکی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور رہنی چاہئیں تاکہ ایسے موقعوں پر کم آدمی صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی۔ قیمت فی صد معہ محصول عہ دعزیز ہوٹل۔ قادیان۔

کلرک کی ضرورت

دی انڈین گٹ مینو فیکچرنگ کمپنی کے لئے ایک احمدی کلرک کی ضرورت ہے جو ٹائپ کرنے اور دوکان کا حساب رکھنے کی پوری اہلیت رکھتا ہو۔ تنخواہ فی الحال ۳۵ روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے کر لینا چاہیئے۔ مگر یکم دسمبر سے پہلے درخواستیں آنی چاہئیں۔ پتہ

انعام اللہ منیجر دی انڈین گٹ مینو فیکچرنگ کمپنی سیالکوٹ شہر

حب اٹھرا۔ محافظ جنین

آج حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا دوست اور دشمن سب مانتے ہیں۔ آپ کا یہ مجرب نسخہ ہے جو حسب ذیل امراض کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) یا جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) یا جن کے گھر میں اسقاط حمل کی عادت ہو گئی ہو (۴) یا جن کے یہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۵) یا جنکو بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو (۶) یا جن کے بچے کمزور اور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لیئے گودبھری گولیوں کا استعمال کرنا اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ چھ تولہ تک خاص رعایت ہو تولہ تک محصولڈاک معاف۔

اکسیر چشم تیار ہو گیا

ہم نے محض خدا کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کا وہ نسخہ جسکو آپ بہت پسند فرماتے تھے تیار کیا ہے۔ اسکے اعلیٰ اجزاء ایک ممیرہ ہے دوسرے موتی ہیں جو آنکھوں کی ہر ایک بیماری کے واسطے از حد مفید ہیں۔ اس سرمہ کو حضرت موصوف اپنے مطب کے مریضوں پر ہمیشہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکو اگر باقاعدہ استعمال کیا جائے تو دھند۔ غبار کو دور کرتا ہے۔ جالہ کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ ککروں کو دور کرتا ہے۔ خارش چشم کو ہٹا کر ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ سرخی چشم کو دور کر کے تروتازگی پیدا کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی و سرخی کو ہٹاتا ہے۔ آنکھوں سے پانی لیسدار کے آنے کو روک دیتا ہے۔ پلکیں کیسی ہی گلی سڑی ہوں اسکے متواتر استعمال سے بفضل خدا بالکل تندرست ہو جاتی ہیں۔ جن لوگوں کی بینائی کم ہو گئی ہو یا ہو رہی ہو۔ ایسے لوگ اسکا استعمال رکھیں تو انشاء اللہ نظر کی کمی کو دور کر کے اصلی حالت پر لاتا ہے۔ تندرست آنکھ میں اسکا استعمال کرنا ضروری ہے۔ تاکہ آئیندہ کے لیئے ضعف بصر سے محفوظ رہیں۔ غرض آنکھوں کی تمام امراض کو دور کرنے اور نظر کو بڑھانے کا عجیب آلہ ہے۔ قیمت فی تولہ عصہ +

المشتہر نظام جان عبداللہ جان۔ دواخانہ معین الصحت۔ قادیان ضلع گورداسپور

سستی اینٹ مکان کے لیئے خرید و

احمدیہ سٹور نے مکان بنانے کے لیئے سستی اینٹ مہیا کرنے کا انتظام کیا ہے۔ اس وقت معہ فی ہزار اینٹ فروخت ہو رہی ہے۔ جو صاحب ہماری معرفت سودا کریں انکو جنوری ۱۹۲۴ء میں انشاء اللہ اینٹ عہ فی ہزار درجہ اول جس میں ۱۰ فیصدی معمولی کے موافق درجہ دوم ہو گی۔ بھٹہ پر دی جائیگی۔ جو صاحب خریدنا چاہیں وہ خاکسار کو اطلاع دیں۔ سانچہ اینٹ کا قادیان میں اس وقت سب سے بڑا ہے یعنی ½ ۲۹×۲×۳ ½۳ قیمت پیشگی ناظر بیت المال کے پاس جمع کرا دیں۔ اینٹ شمار ہونیکے بعد وصول کر لی جائے گی +

خاکسار یعقوب علی مینجنگ ڈائرکٹر سٹور احمدیہ۔ قادیان

نو ایجاد مشین سویاں

جسکو نابالغ بچہ بھی چلا سکتا ہے۔ عرصہ نو سال سے کارخانہ ہذا میں صرف یہی مشین تیار ہوتی ہے۔ اس سے اسکی قبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ زیادہ تعریف فضول قیمت فی مشین پالش شدہ سوراخ چھلنی ۱۲۰ عہ سوراخ چھلنی ۲۱۲ والی للعہ

مینیجر کارخانہ مشین سویاں قادیان

سباور سیر

اوورسیر۔ سب انجنیر کے پراسپکٹس مینجر سول انجنیرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمائیے

سردیوں کا تحفہ

اس کا دوسرا نام کستوری کی گولیاں ہے جو موتی۔ کستوری و زعفران وغیرہ قیمتی اشیاء کا مرکب ہیں۔ موسم سرما کے لیئے عجیب و غریب تحفہ ہے۔ حرارت عزیزی کو بڑھاتی پٹھوں کو مضبوط کرتیں۔ دل اور دماغ کو خاص قوت دیتی ہیں۔ یہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کا جو علم طب کے بادشاہ تھے مجرب نسخہ ہے ایک ماہ کی خوراک صرف عہ محصول ڈاک علاوہ ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

اگر آپ

اپنی خانگی تمدنی و قومی زندگی خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو سورۃ نور کا علم حاصل کریں جسکی بہترین تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنے درس میں فرمائی جسے ایڈیٹر صاحب الفضل نے مرتب کر کے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا۔ حجم ۲۴۰ صفحے قیمت عہ۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ باقی تمام سلسلہ کی کتب خصوصاً پنجابی نظمیں مشہور شاعر و ملہم ڈیرا اور منظور صاحبان وغیرہ کی مجھ سے طلب کریں

نصیر شاپ قادیان